Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

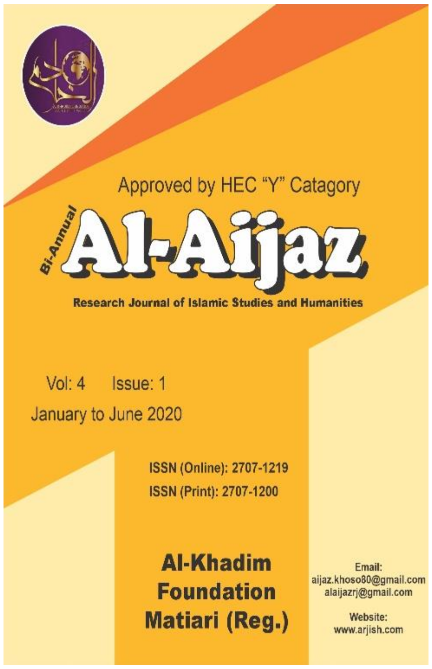

TOPIC:

A Research Analysis of Human Dignity and Medical Cases from the Perspective of Islam and Western Philosophy

AUTHORS:

1. Dr. Hafiz Muhammad Siddique, Associate Lecturer, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
Email ID: hm.siddique@iub.edu.pk
2. Dr. Farzana Iqbal, Assistant Professor, Islamic Studies, The Govt. Sadiq College Women University Bahawalpur.
Email id: farzana.iqbal@gscwu.edu.pk

How to cite:
Siddique, H. M., & Iqbal, F. (2020). U-23 A Research Analysis of Human Dignity and Medical Cases from the Perspective of Islam and Western Philosophy: . Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities , 4(1), 331-342.
https://doi.org/10.53575/u23.v4.01.331-342
URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/177

QR Code

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 331-342

Published online: 2020-06-30

تصور تکریم انسانیت اور میڈیکل کیسز کا اسلام اور مغربی فلسفہ کے تناظر میں تحقیقی جائزہ

A Research Analysis of Human Dignity and Medical Cases from the Perspective of Islam and Western Philosophy

Dr. Hafiz Muhammad Siddique*
Dr. Farzana Iqbal**

Abstract
The principle of human dignity is one of the universally accepted principles among nations and peoples, thus it is considered the most important human right. It is a necessary attribute for human being that cannot be separated since first breath in the womb of mother; and it continued even after the death. Hence the man deserves respect and dignity before birth in mother's womb, in this worldly life and after death too. A person himself, as a bearer of this value of dignity, must respect the dignity of others in all his dealings. It a comparative study between the understanding of human dignity by Western philosophers and the Islamic Shrī'ah. Further there is an attempt to apply the both understandings on modern day medical cases; like abortion without any reason, cloning of human organs, blood transfusion without permission, artificial respiration after death, mercy killing by patient or medical staff, etc.
Keywords: Human Dignity, Islam, Islamic Shrī'ah, Universal Declaration of Human Rights, Western Philosophers, U.N.O.

تعارف:

انسان اپنی شکل وشباہت اور ذاتی صلاحیتوں کی بناء پر صفحہ ءارضی پر موجود جمیع خلائق سے نہات ممتاز درجہ کا حامل ہے۔اس وقت دنیا میں موجود تمام الہامی و کسبی علوم کا موضوع حضرت انسان ہی ہے۔جملہ اقسام علم کے نزول اور وجود میں آنے کی وجہ ہی انسان کی یہ فکر ہے کہ وہ اس وسیع و عریض کائنات میں اپنا مقام و مرتبہ جان سکے۔اسی ذوق نے انسان کے لئے سائنسی علوم ومادی ترقی میں عوج ثریا تک رسائی کو ممکن بنادیا۔ بالآخر ترقیوں کے اس سفر نے انسان کو اس جگہ لا کھڑا کیا کہ آج انسانی تکریم وو قار بین الا قوامی فومز پر سب سے اہم مسئلہ کے طور ذکر کیا جاتا ہے۔اسی سلسلے کی کڑی مغربی فلاسفہ کے وہ نظریات ہیں جن میں وہ دیگر امور کے ساتھ ساتھ انسانی و قار کے موضوع پر بھی بیان وتحریر سے نبرد آزما نظر آتے ہیں۔ایک طرف انسان کے تمام تر وقار و تکریم کو نظریہ ءافادیت سے جوڑ کر محض موہوم شے قرار دیا جاتا ہے، تو دوسری طرف سرمایہ داری اور جمہوریت کے نظریات کو تقویت دینے کے لئے انسانی تکریم کو صفات سے جوڑا جاتا ہے۔ عالم اسلام کی طرف سے ان تمام تر نظریات کو انسانی و قار کے منافی قرار دیا گیا ہے۔10 دسمبر، 1948 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ذریعہ ہیومن رائٹس کا آفاقی اعلامیہ جاری کیا گیا۔ جس کے مطابق تکریم انسانی ہے انسانی حقوق کی بنیاد ہے۔اس عالمی منشور کو ایک مکمل دستاویز قرار دیا گیا ۔ جبکہ اقوام متحدہ کو عالمی اعلامیہ کے بعد 1966ء میں 'عالمی معاہدہ برائے معیشت، سماج اور ثقافت' اور 'عالمی معاہدہ برائے عوامی وسیاسی

---

* Associate Lecturer, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
Email ID: hm.siddique@iub.edu.pk
** Assistant Professor, Islamic Studies, The Govt. Sadiq College Women University Bahawalpur.
Email id: farzana.iqbal@gscwu.edu.pk

حقوق' کے نام سے مزید دستاویزات بھی جاری کرنا پڑیں۔ مگر اس کے باوجود انسانیت پر سائنسی و طبّی تجربات انسانی تکریم کے موافق ہیں یا مخالف، اس کا جائزہ لینے کے لئے مغربی فلسفہ پر ہی انحصار کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ، تحقیقی مقالہ کی اہمیت کے پیش نظر بحث کو حسب ذیل تقابلی تحقیقی اور منطقی انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔

1. انسانی تکریم: ایک لطیف و مبہم تصور

تکریم انسانی کا تصور لطیف اور مبہم تصورات میں سے ایک ہے۔ اسی لئے تکریم انسانی یا پھر انسانی وقار کی کوئی بھی جامع اور مانع تعریف ممکن نہیں ہے۔ لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ انسانی وقار ایک فطری قدر و وقعت ہے، جو انسان کو دوسروں کے ساتھ برابری کے سلوک کا احساس دیتی ہے۔ جب کوئی شخص یہ محسوس کرے کہ اس کے ساتھ بحیثیت انسان برابری کا سلوک نہیں کیا گیا، بلکہ ذات، قوم، برادری، رنگ نسل، مال و دولت، یا پھر عہدہ کی بناپر کسی دوسرے کو امتیازی حیثیت دی گئی ہے، تو یہ تکریم انسانی کے منافی سلوک ہے۔ یہاں یہ بات متفقہ طور پر مسلم ہے کہ انسانی وقار دوسرے رویوں، مثلاً: اذیت، توہین اور انحطاط آمیز سلوک سے متصادم امر کا نام ہے۔ انسانی توقیر کا مطلب یہ ہے کہ کسی فرد کو ذاتی اعتبار سے غایت سمجھا جائے، نہ کہ وسیلہ یا آلے کی طرح۔ انسان کوئی چیز نہیں ہے، اور نہ ہی اس کا کسی چیز سے موازنہ کیا جاسکتا ہے۔ لہذا ایک فرد کے تصور اور کسی شی اور چیز کے تصور کے مابین فرق ہونا ضروری ہے۔ کرامت انسانی ایک مستقل اصول ہے جس میں نقص نہیں آسکتا اور اس کی مرضی کے باوجود اس درجے سے متنزل نہیں سمجھا جاسکتا۔ ہر شخص اپنی ذات کے اعتبار سے ایک بنیادی قدر رکھتا ہے، صرف اس وجہ سے کہ وہ ایک انسان ہے۔ اس کا یہ مقام اس کے پاس موجود مال و دولت اور عہدے کے لحاظ سے نہیں ہے، نہ اس کی جسمانی یا ذہنی خوبیوں کی بناپر ہے، اور نہ ہی رنگ، نسل، ذات اور جنس کی بناپر ہے۔ اسلامی نکتہ نظر سے انسانی وقار کا مفہوم سے اس طرح بھی منفرد ہو جاتا ہے کہ یہ اعزاز خداوندی ہے، جس میں انسان کی تکریم بحیثیت انسان ہونے میں کسی کسب اور بیرونی عامل کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اس مقالہ میں بحث و تمحیث کے بعد یہ جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ کہیں حسب ذیل صورتوں میں انسانی تکریم کا ضیاع تو نہیں ہو رہا:

- **اسقاط حمل:** جب کوئی فرد اپنی تخلیق کے آغاز میں جنین ہوتا ہے، اور جان بوجھ کر جائز عذر کے بغیر اسقاط حمل کیا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں کیا انسانی جنین کی حیثیت سے اس کے وقار کو ضائع کیا جارہا ہے؟
- **مصنوعی تنفس:** اسی طرح وہ مریض جو اپنے اختیارات کلی طور پر کھو چکے ہوتے ہیں، اور دماغ بھی مکمل طور پر کام کرنا بند کر چکا ہوتا ہے، تو کیا اب ان کے جسم کو مصنوعی نظام تنفس سے منسلک کر کے رکھنا انسان میت کے وقار کے مطابق ہے؟
- **کلوننگ:** اسی طرح اعضاء کی پیوند کاری کا معاملہ ہے۔ اگرچہ یہ برضا ہی ہو، تو کیا یہ انسانی عظمت کو مجروح نہیں کرتا؟
- **خودکشی کے قوانین:** کچھ ممالک جو ڈاکٹر کی مدد سے زندگی کا خاتمہ کرنے یا خودکشی کرنے کے لئے قانون سازی کر رہے ہیں یا کر چکے ہیں۔ جس کے لئے 'Mercy Killing' کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اور وہ ممالک اس حوالے سے مریض کی خواہش کا احترام کرنے اور اس کے فیصلوں کی آزادی کو متاثر نہ کرنے کے حق پر انحصار کرتے ہیں، تو یہ فعل انسان کی ذاتی عظمت و احترام سے کس قدر

موافقت یا مخالفت کا حامل ہے؟

دوسرے انسانوں کے عمل یا ردعمل کی صورت میں انسانی تکریم کا تصور، جو انسانی حقوق کی شکل میں جھلکتا ہے، اس کی دو جہتیں ہیں:

- انسانی عظمت معاشرے میں فرد کی حیثیت سے اس کا اعزازی مقام ہے، جو عزت و وقار کا مستحق ہے، اور اس کے فرائض اور دوسروں کا احترام کرنا بھی واجب ہے۔ اس صورت میں معاشرتی اقدار، مذہب، رسم و رواج اور روایات کے مطابق ہر شخص کے حقوق و ذمہ داریاں متعین ہوں گی۔
- دوسری جہت یہ کہ انسانی احترام معاشرے سے آزاد اور محض انسان ہونے کے ناطے اس کی فطری وقعت سے عبارت ہے۔ اس مفہوم میں انسانی عظمت معاشرہ، قوم اور علاقوں سے آگے بڑھ کر ایک عالمگیر معیار بن جاتی ہے۔ پھر اسی حساب سے حقوق و ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں۔

جہاں تک بات کرامت انسانی کے لفظی مفہوم کی ہے تو انگریزی زبان میں کرامت یا تکریم کے لئے لفظ dignity استعمال کیا جاتا ہے۔ اور لفظ dignity لاطینی زبان کے لفظ dignitas (قدر) یا dignus (بمعنی مستحق بننا)[1] سے آیا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ وقار سے مراد ایک معیار ہے کہ جس کی روشنی میں لوگوں کو دیکھا جانا چاہئے اور انہیں اسی معیار کی روشنی میں سلوک ملنا چاہئے۔ یہاں قدر اور استحقاق انسانی وقار کے دوطرفہ معاملہ ہونے کی تشریح کرتے ہیں، کہ انسانی تعظیم صرف یہ نہیں کہ بس اپنے حقوق کے لئے جہد مسلسل جاری رکھے، بلکہ دوسروں کے حقوق اور ان کے انسانی معیار کی قدر کرے اور انسانی حقوق و قدر کا مستحق بنے۔ نیز عربی زبان میں اسی مفہوم کے لئے لفظ الكرامة اور التكريم ہے، جو کہ عزت اور قدر کے معنی کے لئے بولا جاتا ہے، جیسا کہ عربی زبان کی مشہور لغت لسان العرب میں ہے:

الكرامة: اسم للإكرام، وهو إيصال الشيء الكريم أي النفيس إلى المكرم۔[2]

کرامت لفظ اکرام کا اسم ہے، جس کا معنی ہے کسی عمدہ چیز کو صاحب کرامت تک پہنچانا۔

گویا کہ لفظ اکرام یا کرامت میں میں عمدگی، اعزاز اور قیمتی ہونا کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ جہاں تک اصطلاحی مفہوم کی بات ہے، تو Human Dignity اور کرامت انسانی کی اصطلاح دور جدید کی مصطلحات میں سے ہے۔ اور متعدد ممالک میں مختلف قسم کی دستاویزات اور آئین میں بار بار استعمال ہوتی رہی ہے، خواہ عوامی دستاویزات ہوں یا طبی اخلاقیات سے سرشار دستاویزات۔ اسلامی شریعت کے مصادر و مآخذ میں بعینہ یہی اصطلاح استعمال بھی نہیں ہوئی اور نہ ہی اس اعتبار سے اس پر ابحاث ہوئی، ہاں البتہ نہایت جامع انداز میں انسانی قدر و منزلت اور حقوق کا ذکر ضرور ملتا ہے۔ اصولی طور پر قرآن وسنت میں انسانی کرامت کا ذکر متعدد بار آیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولقد كرمنا بني أدم وحملنٰهم في البر والبحر ورزقنٰهم من الطيبٰت وفضلنٰهم علٰي كثير ممن خلقنا تفضيلا ۔[3]

(ترجمہ: یہ تو ہماری عنایت ہے کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی و تری میں سواریاں عطا کیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا

اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی۔)

یہ وہ عزت ہے جس نے نقصان اور کمی کی نفی کی ہے۔اس عزت و کرامت میں انہیں سیدھے قد اور حسین صورت پر پیدا کرنا بھی داخل ہے۔ اور انہیں بر و بحر میں سوار کرنا ان چیزوں میں سے ہے جو سوائے انسان کے کسی حیوان کے لئے نہیں کہ وہ اپنے ارادہ اور تدبیر کے ساتھ سوار ہو سکے۔ نیز کھانے، پینے اور لباس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص کیا ہے۔انسانی احترام کے اصول کو دور جدید کی بین الاقوامی دستاویزات میں بھی متعین کیا گیا ہے۔انسانی تکریم و وقار انسانی حقوق کی بنیاد، اساس اور نقطہ آغاز ہے۔اسی لیے ہر انسان کو اس عظمت انسانی کا ادراک ضرور کرنا چاہئے۔تاکہ ہر شخص بغیر کسی قسم کے امتیاز کے دوسروں کے احترام کو لازم سمجھے۔اور دوسرے سے اپنے بنیادی حقوق کا مطالبہ کرے، یا کم از کم وہ یہ جانتا ہو کہ اس کے بنیادی حقوق کب غصب ہو رہے ہیں اور انہیں وہ کس سے بحال کرا سکتا ہے۔1948 کے انسانی حقوق کے عالمی منشور میں بھی مذکورہ بالا قرآنی مفہوم کی تائید ملتی ہے، جیسا کہ اس اعلامیہ کے پہلے آرٹیکل میں ہے:

کہ تمام انسان آزادی اور حقوق و عزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔انہیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے، اس لئے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہئے۔[4]

عالمی منشور کے اس آرٹیکل سے ان تمام نظریات کی بھی نفی ہوتی ہے جو انسان کو کسی دیگر مخلوق کے ارتقائی مراحل کا شاخسانہ قرار دیتے ہیں۔ نیز اس آرٹیکل سے ایک طرف تمام انسانوں کے انسانی تعظیم و حقوق میں مساوات کا پتا چلتا ہے، اور دوسری طرف تمام انسانوں کے پیدائشی آزادی کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے، جو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشہور و معروف فرمان سے مستفاد ہے:

متی استعبدتم الناس وقد ولدتهم أمهاتهم أحرارا؟ [5]

(تم نے کس طرح انسانوں کو غلام بنانا شروع کر دیا جبکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنم دیا۔)

نیز ہیومن رائٹس کے آفاقی اعلامیہ میں ہر قسم کے امتیازات کی نفی دوسرے آرٹیکل میں ملتی ہے:

ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کئے گئے ہیں، اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قوم، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہ پڑے گا۔اس کے علاوہ جس علاقے یا ملک سے جو شخص تعلق رکھتا ہے اس کی سیاسی کیفیت، دائرہ اختیار یا بین الاقوامی حیثیت کی بنا پر اس سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ چاہے وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا سیاسی اقتدار کے لحاظ سے کسی دوسرے بندش کا پابند ہو۔[6]

انسانی تعظیم کی اہمیت اور ضرورت اس وقت مزید بھی بڑھ جاتی ہے، جب کسی شخص کی کمزوری و مجبوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے جارحیت کا شکار بنایا جاتا ہے اور اس کے ودیعتی انسانی عظمت کے حق پر ڈاکا ڈالا جاتا ہے۔اسی طرح اس کا معاملہ ہے جب وہ جوانی میں بیماریوں کا شکار ہو کر کمزور پڑ جاتا ہے، یا جب وہ بوڑھاپے کی عمر کو پہنچتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ الله الذي خلقكم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوة ثم جعل من بعد قوة ضعفا وشيبة يخلق ما يشاء وهو العليم

القدیر ﴿7﴾

(ترجمہ: اللہ ہی تو ہے جس نے ضعف کی حالت سے تمہاری پیدائش کی ابتدا کی، پھر اس ضعف کے بعد تمہیں قوت بخشی، پھر اس قوت کے بعد تمہیں ضعیف اور بوڑھا کر دیا۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔)

اگرچہ کرامت انسانی کے اصولی نظریہ میں مساوات کو غلبہ حاصل ہے۔ تاہم تاریخ یاد دلاتی ہے کہ مساوات ہمیشہ انسانی وقار کے تصور پر لاگو نہیں ہوتی۔ تاریخی اعتبار سے وقار جسمانی طاقت کے ساتھ رہا، تو کبھی رتبے اور پیسہ کے ساتھ، نیز کہیں یہ ذہانت، دانشوری اور ذہنی فضیلت سے وابستہ رہا ہے۔ مثال کے طور پر عنترہ بن شداد، ظلم وجبر اور ذلت سے عزت کی طرف بڑھ جانے میں اس کے جسم کی طاقت کا کمال تھا۔ جبکہ حاطم الطائی اپنی دولت، منصب اور سخاوت کی پر لوگوں میں مقام عزت حاصل کر سکے۔ جبکہ امام شافعیؒ کو لوگوں نے آپ کے علم وشعور کی بدولت مقام تکریم پر فائز قرار دیا۔ ان ماڈلز کو عام لوگوں کی نسبت زیادہ وقار سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ درحقیقت، یہ معاملہ آج بھی برقرار ہے۔ لہذا کرامت انسانی بڑھتی ہے اور کم بھی ہوتی ہے، نیز اسے تعمیر کیا جاسکتا ہے اور مٹایا بھی جاسکتا ہے۔ لیکن یہاں وقار کے وجود اور اس کے شعور و پہچان کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے۔ مذکورہ بالا افراد بالذات دوسروں سے زیادہ معزز نہیں تھے، لیکن انہیں اپنے وقار کی پہچان مل گئی تھی۔ یہ اس بنیاد پر ملحوظ رکھا جاسکتا ہے کہ:

جس پر تمام انسانی خصوصیات مبنی ہیں اور وہ انسانی جینیاتی ضابطہ ہے۔[8]

اس سلسلے میں، اقوام متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم (یونیسکو) کے ہیومن جینوم اور ہیومن رائٹس کے بارے میں 1997 کا عالمی اعلامیہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ:

انسانی جینوم کے ذریعہ فراہم کردہ بنیادی اتحاد کی وجہ سے تمام انسان تعظیم و تکریم میں برابر ہیں۔[9]

عملی زندگی میں انسانی تعظیم کا عملی مظاہرہ، اسے کسی ایک یا چند خوبیوں کے استعمال پر تشکر کے لیے بجالایا جاتا ہے۔ لہذا، انسانی تکریم کو نہ صرف ایک تجریدی تصور سمجھا جانا چاہئے، بلکہ اس تصور کو عملی طور پر روزمرہ کی زندگی میں عملی جامہ پہنایا جانا چاہئے۔

2. مغربی فلسفیانہ نظریات کے مطابق تکریم انسانی

متعدد مغربی فلسفی نظریات انسانی وقار کے تصور، اس کے طول و عرض، اس کے منبع اور روزمرہ واقعات پر اس کے اثرات کے نظریہ میں دو طرح کے گروہ پائے جاتے ہیں۔ متعدد فلاسفرز انسانی وقار کے تصور سے نہ صرف متفق ہیں، بلکہ انسان کی من حیث الانسان شان قرار دیتے ہیں۔ جبکہ بعض دوسرے فلاسفرز اسے تقریبا مسترد کرتے ہیں، مگر اس کے باوجود یہ مغرب میں پروان چڑھا اور کئی ایک مغربی فلسفی اس کے حامی بھی ہیں۔ اور اس نظریے کا معاملہ ایسا ہے جیسا کہ یوٹیلیٹیوری تھیوری کا معاملہ ہے، جو کہ عظمت کا تمام تر معیار مفاد کو قرار دینے والا ایک نظریہ ہے، یعنی جو چیز فائدہ مند ہے وہ درست ہے۔

2.1 انسانی ذاتی وقار کے قائل فلاسفرز کا کہنا ہے کہ:

- ارسطو(322 قبل مسیح): کسی انسان کی عظمت اس کے رتبے کی بنا پر نہیں ہے، بلکہ اس احساس میں کہ ہم اس کے مستحق ہیں۔[10]
- پکوڈیلا مرینڈولا، جان لاک، اور مارکس اور یلیس اور دیگر کئی فلسفیوں کا کہنا ہے کہ انسان بنیادی طور پر مساوی ہیں۔[11]
- عمانیل کانٹ: انسانیت جس ذاتی وقار کی مستحق ہے، اس کے حصول کے لئے اخلاقی تائید نہایت ضروری ہے۔ اخلاقیات مرضی کی آزادی سے متعلق اقدامات پر مبنی ہیں۔ اسی لئے خود مختاری انسانی عظمت کی اساس ہے۔[12]
- ڈیریک بیل ویلڈ اور راجر براؤن ورڈ: وقار کا جوہر ایک شخص کے اہداف کو حاصل کرنے کی اہلیت میں مضمر ہے۔[13]
- ایلن گیورتھ: آزادیٔ انتخاب اور خود مختاری ہی انسانی عظمت کی بنیاد پاتی ہے۔[14]

انسانی وقار کے لئے اس نقطہ نظر کی بڑی رکاوٹ انسانوں کو صرف چند خصوصیات پر اکتفاء کرنے کے امکان کے بارے میں عقلیت ہے۔ اسی بناپر عمانیل کانٹ کا نظریہ تنقید کا نشانہ بنارہا۔ حقیقت میں، یہ نظریہ خصوصیات پر توجہ دیتے ہوئے ان امور کو مختصر کرتا ہے جنہیں لوگ عام طور پر یا کسی مخصوص معاشرے میں پسند کرتے ہیں۔ نیز کئی ایک پہلوؤں سے یہ سوچ تکریم انسانی کے اصول کے منافی ہے۔

2.2 انسانی ذاتی وقار کے تصور سے متصادم نظریہ رکھنے والے فلاسفرز کا کہنا ہے کہ:

- ٹم چیپل: انسانی وقار صرف اس صورت میں قبول ہے اگر یہ کافی مفید ہو۔ افادیت پسندی کے نقطہ نظر سے، مستفید ہونے والے لوگ یا ان کی عظمت مقصود ہی نہیں ہوتی، بلکہ صرف مفاد مقصود ہوتا ہے، جو کسی کو حاصل ہوتا ہے۔[15]
- سگمنڈ فرائڈ اور کئی دیگر فلسفی دعویٰ کرتے ہیں کہ انتخاب کی آزادی ایک فریب کے سوا کچھ نہیں ہے، کیونکہ لوگوں کے انتخاب بڑے پیمانے پر ناسمجھ اور غیر معقول طاقتوں کے ذریعہ کارفرما ہیں۔[16]
- پوڑھوس اسکنز: خود مختاری اور آزادیٔ انتخاب اپنی جگہ اہم ہیں، مگر عام طور پر ماحولیاتی اثرات سے ان تک رسائی اور ان کا حصول انہیں بے معنی کر دیتا ہے۔[17]
- پیٹر اسنگر: عظمت و وقار کو صرف انسان کے لئے مخصوص کرنا قابل نقد ہے کیونکہ زندگی تو دیگر جانداروں میں بھی موجود ہے۔ انسانوں اور جانوروں کی آزادانہ انتخاب کی صلاحیتوں کے درمیان واضح فرق نہیں ہے۔[18]
- جان کیلنز: انسان کی پیدائشی قدر وقیمت کے بارے میں شکوک وشبہات ہیں۔ انسانی جسمانی شکل کسی خاص تاریخ کو پیش آنے والے کسی حادثے کا نتیجہ ہے، جو بالآخر میکانکس اور مصنوعی ذہانت کی پیشرفت سے تبدیل ہو جائے گا۔ بالذات انسان کی کوئی مستقل اہمیت نہیں ہے، اسی لئے تکریم انسانی کا اصول ایک وہم کے سوا کچھ نہیں ہے۔[19]

گویا کہ ان مغربی فلاسفرز کے نزدیک جسمانی سالمیت کے نمایاں اثر ورسوخ حادثاتی ہیں۔ آزادیٔ انتخاب اور خود مختاری کی صلاحیتوں پر بیرونی قوتیں اور ماحول جو باآسانی اثرانداز ہو جاتا ہے، اس انسان اور دیگر جانوروں کی ان صلاحیتوں میں کچھ خاص فرق نہیں۔ انسان کو پیدائشی اور تخلیقی طور پر بھی کوئی بالذات برتری حاصل نہیں ہے، اس لئے انسانی عظت کا اصول محض وہم ہے اور حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

3. اسلامی و مغربی مفاہیم کا اہم عصری طبی امور پر اطلاق

وہ نظریاتی اساس جو انسانی وقار کے اصول کے اسلامی تصور کی وضاحت کرتی ہے، اللہ تبارک و تعالی کے اس قول سے ماخوذ ہے:

ولقد كرمنا بني اٰدم وحملنٰهم في البر والبحر ورزقنٰهم من الطيبٰت وفضلنٰهم علٰي كثير ممن خلقنا تفضيلا ۔ [20]

(ترجمہ: یہ تو ہماری عنایت ہے کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی و تری میں سواریاں عطا کیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی۔)

یہ ایک بالکل کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ نوع انسانی کو زمین اور اس کی اشیاء پر یہ اقتدار کسی جن یا فرشتے یا سیارے نے نہیں عطا کیا ہے، نہ کسی ولی یا نبی نے اپنی نوع کو یہ اقتدار دلوایا ہے۔ یقیناً یہ اللہ ہی کی بخشش اور اس کا کرم ہے۔ بحر و بر کے تمام تر وسائل کو بروئے کار لانا انسانی عظمت کی دلیل ہے۔ جیسا کہ یہ عنصر دیگر جانداروں میں موجود نہیں۔ نیز قسما قسم کے پھل اور میوے اپنے ہاتھوں سے کھانے کے لئے استعمال میں لانا بھی انسان کا شرف و امتیاز ہے۔ کیونکہ دیگر مخلوقات کے لئے کھانے کے انداز انسان سے نہایت مختلف ہیں۔ اس عزت و تکریم کی تفسیر و تشریح میں مفسرین نے اپنی بساط مطابق وضاحت فرمائی ہے۔ جیسا کہ اس کی توضیح میں علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

جعلنا لهم كرما أي شرفا وفضلا۔ [21]

ہم نے انہیں عزت دی یعنی شرافت و فضیلت عطا کی۔

مذکورہ آیت مبارکہ سے تکریم انسانی کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ انسانی کرامت کی تحقیق کے بارے میں تفسیر طبری میں ہے:

هي في تسخيرالمخلوقات لخدمة هذا الإنسان، وتسلطه عليهم. والإنسان رغم ضعفه، هو أنبل المخلوقات وأرقاها. [22]

انسانی شرف و فضل سے تمام مخلوقات کا انسانی خدمت کے لئے مسخر ہونا مراد ہے، نیز اس کا ان پر غلبہ بھی ہے۔ انسان اپنی کمزوری کے باوجود دیگر مخلوقات سے زیادہ ذی شعور اور دور اندیش ہے۔

اب یہاں یہ بات تو شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ تکریم انسانی کا مبداء و منتہا وہی خالق و مالک ہے جس نے انسان کو نہ صرف تخلیق فرمایا بلکہ بہترین شکل و صورت اور سانچے میں پیدا کیا۔ مزید ارشاد ربانی ہے:

الله الذي جعل لكم الارض قرارا والسماء بناء وصوركم فاحسن صوركم ورزقكم من الطيبٰت ذٰلكم الله ربكم بنى فتبٰرك الله رب العٰلمين۔ [23]

(ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو جائے قرار بنایا اور اوپر آسمان کا گنبد بنا دیا۔ جس نے تمہاری صورت بنائی اور بڑی ہی عمدہ بنائی۔ جس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا۔ وہی اللہ (جس کے یہ کام ہیں) تمہارا رب ہے۔ بے حساب برکتوں والا ہے وہ کائنات کا رب۔)

مذکورہ دونوں آیات مبارکہ انسانی عظمت و تکریم کو خدا پاک کی طرف سے ودیعت قرار دے رہی ہیں، نیز اول فرمان باری کی روشنی میں عظمت اور تکریم انسان کا معیار اولاد آدم ہونا قرار پاتا ہے۔

یہ آیت مبارکہ اسلامی نکتہ نظر سے انسانی عزت و تکریم کے طول و عرض کی تعیین کا معیار اور فارمولا ہے۔ یہاں یہ طے ہو جاتا ہے کہ تکریم صرف مسلمانوں کے لئے ہی محدود نہیں بلکہ تمام اولاد آدم کے لئے عام ہے۔ اور یہ محض اس بنیاد پر ہے کہ وہ اولاد آدم اور انسان ہیں، یہی بات عالمی منشور کے پہلے آرٹیکل میں بھی تسلیم کی گئی ہے کہ تمام انسان آزادی اور حقوق و عزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انہیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے، اس لئے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہئے۔ اگرچہ اسلام میں تکریم انسانی کا اصول ہر طرح کی مادی شرائط، جسمانی قوت، جنسی فرق، اور ذہنی شعور سے ماوراء ہے، لیکن یہ بھی تمام انسانوں میں یکساں اور ایک ہی درجے کا نہیں ہے، بلکہ خدا کے ساتھ وقار کا معیار، اس کی شان و شوکت، تقویٰ اور نیک کام ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

یٰایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر وانثٰی وجعلنٰکم شعوبا وقبایل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ان اللہ علیم خبیر۔[24]

(ترجمہ: لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔)

علامہ ابن جریر طبریؒ اس اصول کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إن أکرمکم أیها الناس عند ربکم, أشدکم اتقاء له بأداء فرائضه واجتناب معاصیه, لا أعظمکم بیتا ولا أکثرکم عشیرة۔ [25]

اے لوگو! بے شک تمہاری عزت و تکریم تمہارے رب کے ہاں، تم میں سے ان کی سب سے زیادہ ہے جو سب سے اس کے فرائض ادا کرکے اور معاصی سے اجتناب کرکے تقویٰ اختیار کرنے والے ہیں، وہ صاحب عزت و کرامت نہیں جن کے تم میں سے گھر بڑے ہیں، اور نہ ہی وہ جن کی اولاد زیادہ ہے۔

گویا کہ اسلامی نکتہ نظر سے انسانی وقار و تعظیم کی نمائندگی اس حقیقت میں کی جاتی ہے کہ انسان ایک عقلی، باشعور مخلوق ہے جو سوچنے اور تہذیبوں کی تعمیر کے قابل ہے۔ مزید برآں انسان، اپنی تخلیق کے کمال کے ساتھ، دوسری مخلوقات سے ممتاز ہے، کیوں کہ وہ ایسی مخلوق ہے جو انتخاب اور فیصلہ سازی کی آزادی رکھتی ہے۔ نیز خدا کا انسان کو اپنی صورت پر تخلیق فرمانا، بہترین سانچے میں ڈھالنا، سوچ و ارادہ کی آزادی، تسخیر کائنات کی صلاحیت، خلافت ارضی کی تفویض اور فرشتوں سے سجدہ کرانا، اسلام میں انسانی عظمت و احترام کے روشن دلائل ہیں۔ اس

لئے بحیثیت انسان، وہ سب سے بڑھ کر، پیش منظر میں ہونا چاہئے۔ ہر سائنسی یا مادی دلچسپی سے بالاتر ہو، اسے ہمیشہ ترجیح دی جانی چاہئے۔ لوگ اپنی عزت نفس، جوان و بوڑھے، مضبوط و کمزور، تندرست اور بیمار بہر صورت انسانیت میں برابر ہیں۔

4. اسلامی و مغربی مفاہیم کا اہم عصری طبّی امور پر اطلاق

- مغربی فلاسفہ میں سے کانٹ وغیرہ کے نزدیک مریض کا علاج اور اس بیماری پر مزید تحقیق کے لئے متعلق شخص کو مکمل صورت حال سے آگاہ کرنا اور اس کی مرضی کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، جبکہ محض حمل ٹھہر جانے کی صورت میں چونکہ انسانی وصف و کمال پیدا نہیں ہوتا، اس لئے اسقاط حمل والدین کے سوابدید پر ہے جو مکمل وصف و کمال سے متصف انسان ہیں۔ نیز میت کو عارضی نظام تنفس پر رکھنا، اس پر مزید طبّی تحقیات کرنا یا اس کے اعضاء کو کام میں لانا، چاہے اس نے زندگی میں اجازت دی ہو یا نہ دی ہے، درست ہے۔ کیونکہ اب اس میں خود مختاری اور دیگر تکریم انسانی کے متقاضی اوصاف موجود نہیں ہیں۔
- سگمنڈ فرائید و دیگر کے نزدیک نظریہ افادیت کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ لہٰذا اجازت لینے، نہ لینے و دیگر معاملات میں افادیت کے اصول کے پیش نظر فیصلہ کیا جائے گا۔
- انسانی وقار کے لئے اسلام کے احترام کے مظاہر طبّی طریقوں، بیماریوں کی روک تھام، علاج اور تحقیق میں واضح ہیں۔ اسلامی فقہ کونسل کے فقہاء نے اس پر کوئی تحقیق کرنے سے پہلے اس شخص کی رضامندی کا تقاضا کیا۔[26] لہٰذا معاشرے کے ممکنہ فائدہ کے لئے کسی بھی قسم کی طبّی مداخلت یا تحقیق میں ان کی شرکت سے قبل تمام مریضوں کو مکمل درست صورتحال سے آگاہ کرنا اور اجازت لینا ضروری قرار پاتا ہے۔
- مریضوں کی حیثت، دولت، صنف، مذہب یا نسل سے قطع نظر انسانی احترام طبّی نگہداشت کی فراہمی میں، ان کے مابین مساوات کا تقاضا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ سب انسانی وقار میں برابر ہیں۔
- انسانی اعضاء میں کسی بھی قسم کی اسمگلنگ اور انہیں بیچنا ممنوع ہے، جبکہ عطیہ کرنے کی اجازت ہے۔ اسلامی کونسل فقہ کے گیارہویں اجلاس میں، فقہائے کرام نے خون کی فروخت پر پابندی کے لئے فتویٰ جاری کیا۔[27] کیونکہ اس میں خرید و فروخت انسانی وقار کی خلاف ورزی ہے، جبکہ اس کا عطیہ کرنا ایک اعلیٰ اخلاقی جہت ہے۔
- انسانی تکریم کے اسلامی تصور کے مطابق مریض کے بے حد نفسیاتی اور معاشرتی طبّی دباؤ کا شکار ہونے کو سبب بنا کر مریض یا ڈاکٹر

کے ہاتھوں قتل رحمت(mercy killing)کی اجازت دینا، انسانی توقیر واحترام کے ہر گز موافق نہیں ہو سکتا۔

- اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انسانی وقار کے لئے کسی فرد کے احترام کا ایک مظہر انسانی کلوننگ کی روک تھام بھی ہے۔[28]
- عارضہ قلب یا کوئی دیگر مرض جس میں حاملہ خاتون کی جان کو خطرہ ہو، کے ماسوا جنین کے ساتھ چھیڑ چھاڑ، اور اسقاط حمل کی اسلامی نکتہ نظر سے ممانعت انسانی احترام کا ہی ایک پہلو ہے، تاکہ جنین کی عزت کو برقرار رکھا جاسکے۔[29]

5. نتائج بحث

- ❖ مغربی فلاسفرز میں سے کانٹ ودیگر تکریم انسانی کے اصول کو نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ اسے انسانی ذات سے وابستہ کرتے ہیں۔ مگر اسے اخلاقی تائید، خود مختاری اور آزادیٔ انتخاب جیسی خصوصیات کے ساتھ لازم ٹھہرانے کی بناپر یہ سوچ تکریم انسانی کے اصول کے منافی شمار کی جاتی ہے۔
- ❖ جبکہ ان کے مقابلہ میں فرائیڈ وغیرہ مغربی فلاسفرز انسانی عظت کا اصول محض ایک وہم ہے اور حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں، کیونکہ نظریہ افادیت میں مستفید یا مستفاد مقصود نہیں ہوتے بلکہ فائدہ مقصود ہوتا ہے۔ اور آزادیٔ انتخاب اور خود مختاری کی صلاحیتوں پر بیرونی قوتیں اور ماحول باآسانی اثر انداز ہو جاتا ہے۔ نیز انسان اور دیگر جانوروں کی ان صلاحیتوں میں کچھ خاص فرق نہیں۔ انسان کو پیدائشی اور تخلیقی طور پر بھی کوئی بالذات برتری حاصل نہیں ہے۔
- ❖ جبکہ اسلام میں انسانی وقار و تعظیم کی نمائندگی اس حقیقت میں کی جاتی ہے کہ انسان ایک عقلی، باشعور مخلوق ہے جو سوچنے اور تہذیبوں کی تعمیر کے قابل ہے۔ مزید برآں انسان، اپنی تخلیق کے کمال کے ساتھ، دوسری مخلوقات سے ممتاز ہے، کیوں کہ وہ ایسی مخلوق ہے جو انتخاب اور فیصلہ سازی کی آزادی رکھتی ہے۔
- ❖ نیز خدا کا انسان کو اپنی صورت پر تخلیق فرمانا، بہترین سانچے میں ڈھالنا، سوچ وارادہ کی آزادی، تسخیر کائنات کی صلاحیت، خلافت ارضی کی تفویض اور فرشتوں سے سجدہ کرانا، اسلام میں انسانی عظمت واحترام کے روشن دلائل ہیں۔
- ❖ اس لئے بحیثیت انسان، وہ سب سے بڑھ کر، پیش منظر میں ہونا چاہئے۔ ہر سائنسی یا مادی دلچسپی سے بالاتر ہو، اسے ہمیشہ ترجیح دی جانی چاہئے۔ لوگ اپنی عزت نفس، جوان و بوڑھے، مضبوط و کمزور، تندرست اور بیمار بہر صورت انسانیت میں برابر ہیں۔

References

1. Houghton Mifflin, The American Heritage, Dictionary of the English Language, Fourth Edition, Company, Houghton: Houghton Mifflin Company, 2009

2. Al-Mnawi, Zayn Al-Diyn Muhammad, Al-Tawqif alaa Muhimmaat Al-Taarif, Cairo: Aalam Al-Kutub, 1st Ed., 1410 A. H. / 1990, Baab Al-Kaaf, Fasl Al-Raa, 1/281
3. The Qur'ān, Al-Israa 17: 70
4. U.N.O General Assembly, *The Universal Declaration of Human Rights*, United Nations General Assembly Resolution 217 A (III), 10 December 1948, Article: 1
5. 'Al'ā Al-Dīn Al-Mutqī, 'Alī bin Hisām Al-Dīn Al-Burhāpurī, Kanz Al-'Ummāl Fī Sunan Al-Aqwāl wa Al-Af'āl, Beirut: Mu'assisah al-Risālah, 5th Ed., 1401 A. H / 1981, Hadīth no. 36010; Ibn 'Abd Al-Hakam Misrī, Abū Al-Qāsim 'Abdulrehman bin 'Abdullah, Futūh Misr wa 'Akhbārhā, Leaden: Matb'ah Breil, 1920, p. 290
6. The Universal Declaration of Human Rights, Article: 2
7. The Qur'ān, Al-Rum 30: 54
8. Knoppers, Bartha M. 1991. *Human Dignity and Genetic Heritage*. Ottawa: Law Reform Commission of Canada
9. UNESCO, Universal *Declaration on the Human Genome and Human Rights*, United Nations Educational, Scientific and Cultural Organization, 1997 retrieved from http://unesdoc.unesco.org/images/0011/001102/110220ab.pdf#page=50
10. Quotations Page, in //www.quotationspage.com/quote/2296.html
11. Cassirer Ernst, Paul O. Kristeller and John H. Randall, eds., *The Renaissance Philosophy of Man* (Chicago: University of Chicago Press, 1948), pp. 223-225
12. Kant, Immanuel. 1964 (-1785). *Groundwork of the Metaphysics of Morals*, tr. H. J. Paton. New York: Harper and Row. P. 100-108.
13. Beyleveld, Deryck, and Brownsword, Roger. *Human Dignity in Bioethics and Biolaw*. New York: Oxford University Press, 2001, p. 5
14. Gewirth, Alan. Reason and Morality. Chicago: University of Chicago Press, 1978
15. Chappell, Tim. 1997. *"In Defense of Speciesism." In Human Lives: Critical Essays on Cosequentialist Bioethics*, ed. David S. Odenberg and Jacqueline A. Laing. London: Macmillan.
16. Kilner, John. Human Dignity, in Encyclopedia of Bioethics, 1194.
17. Skinner, Burrhus F. *Beyond Freedom and Dignity*. New York: Knopf, 1971
18. Singer, Peter. 1993. *"Animals and the Value of Life." In Matters of Life and Death*, 3rd edition, ed. Tom Regan. New York: McGraw-Hill.
19. Kilner, *Human Dignity, in Encyclopedia of Bioethics*, 1194.
20. The Qur'ān, Al-Israa 17: 70
21. Al-Qurtabī, Muhammad bin Ahmad, al-Jam'ī li-Ahkām al-Qur'ān, Cairo: Dār al-Kutub al-Misriyah, 2nd Ed., 1384 A.H – 1964, 10/293.
22. Al-Tabrī, Muhammad bin Jarīr bin Yazīd bin Kathīr, Jam'ī al-Bayān an t'awīl Āay al-Qur'ān, Beirut: Mu'assisah al-Risālah, 1st Ed., 1420 A.H / 2000, 17/501.
23. The Qur'ān, Al-Ghafir 40: 64
24. Ibid, Al-Hujuraat 49: 13
25. Al-Tabrī, Jam'ī al-Bayān, 17/501.
26. The International Islamic Fiqh Academy (Organization of Islamic Cooperation), the seventeenth session in Amman, the Hashemite Kingdom of Jordan, from 28 Jumada I to 2 Jumada al-Akhira 1427 AH, corresponding to 24-28 June 2006 CE, Resolution No. 161 (10/17) on: Sharia controls

For human biomedical research.

27. The Islamic Fiqh Council (the Muslim World League), the eleventh session, in Makkah, from 13-20 Rajab 1409 AH corresponding to 19-26 February 1989 CE, the third decision: Concerning the ruling on blood transfusion from a woman to a child under the age of two years, and whether it comes under the rule of breastfeeding Forbidden or not? Is it permissible to take compensation for this blood or not?
28. The International Islamic Fiqh Academy (Organization of Islamic Cooperation), the tenth session in Jeddah, Kingdom of Saudi Arabia, from 23-28 Safar 1418 AH, corresponding to June 28 - July 3, 1997 CE, Resolution No. 94 (10/2) on: Human cloning
29. The Islamic Fiqh Council (Muslim World League), the twelfth session held in Makkah Al-Mukarramah on 15-22 Rajab 1410 AH corresponding to 10-17 February 1990 CE regarding aborting a congenitally deformed fetus after determining the permissibility of aborting the deformed fetus before the soul is breathed in.